Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | بدھ ۲۴۔ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ، ۱۶۔ احسان ۱۳۷۲ہش، ۱۶۔ جون ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۳۵

عاجزانہ راہیں

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک ہم کبر و غرور۔ خود پسندی۔ خود نمائی۔ تحقیر و استہزاء نخوت و خودسری کو کلیۃً چھوڑ کر نیستی کا چولہ پہنے، فروتنی اور بے نفسی کی عاجزانہ راہوں سے اپنے ربّ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں اس وقت تک قرب و وصال الٰہی کی وہ نعمتیں ہم حاصل نہیں کر سکتے جو ایک سچے (فرمانبردار) اور حقیقی احمدی کے لئے مقدر ہیں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثالث)

احمدی کھلاڑیوں کا کھیل کے میدان میں اخلاقی امتحان بھی ہوتا ہے

پہلے انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کی تقسیم انعامات کی تقریب سے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

ربوہ: ۳۱۔ مئی۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ کھیل کے میدان میں احمدی کھلاڑیوں کے دو مقابلے ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسروں کا صرف ایک مقابلہ ہوتا ہے۔ احمدی کھلاڑیوں کا جسمانی مہارت کے علاوہ اخلاقی امتحان بھی ہوتا ہے۔ احمدی کھلاڑی ہارتے وقت بھی اور جیتتے وقت بھی اپنے ردِ عمل کو قرآن کے تابع کرتے ہیں۔ جرمنی میں پہلے انٹرنیشنل کبڈی ٹورنامنٹ کی تقسیم انعامات کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جو دنیا بھر میں مواصلاتی رابطوں کے ذریعے براہِ راست ٹیلی کاسٹ کی گئی حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم کا فرعون کے نفسیاتی عوامل کو ظاہر کرتے ہوئے ان کے لئے فَرِحٌ فَخُورٌ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جیت کر اپنی چھوٹی سی کامیابی کی خوشی میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور ہار کر گہری مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ صاحبِ ایمان ہارے یا کامیاب ہو دونوں صورتوں میں عاجزی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فتح مکہ کے وقت کی عظیم کامیابی کے وقت عظمت کردار کا عظیم مظاہرہ فرمایا۔ دنیادار فاتح جب اپنا ملک فتح کر کے واپس لیتے ہیں تو گردن اکڑا کر داخل ہوتے ہیں۔ جبکہ عظیم الشان فتح مکہ کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ حال تھا کہ عاجزی کے ساتھ آپ کا سر جھکتے جھکتے گھوڑے کی کاٹھی سے جا لگا تھا۔ روح بھی اور تن بھی خدا کے حضور جھک گئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کھیل میں اصل مقابلہ نفس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور احمدی کھلاڑی کی یہی نشان ہے کہ وہ نفس کے جذبات سے مغلوب نہیں ہوتا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے خوشی ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے جرمنی کی جماعت کے احمدی کھلاڑیوں نے کبڈی کے اس فائنل میچ میں کسی بے ہودگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ہارنے والے فتح حاصل کرنے والے کو تھپکی دیتے تھے اور جیتنے والے ہارنے والے کو تھپکی دیتے تھے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان روحانی اقدار کو بلند رکھے اور زندہ رکھے۔ جہاں روحانی میدان میں آپ کامیابیاں حاصل کریں وہاں جسمانی میدان میں بھی کامیابیاں آپ کے ساتھ ہوں۔ اور دینی قدروں کا جھنڈا بھی آپ تھامے رکھیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ میں جرمنی کی جماعت کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بڑی لگن اور محنت سے انتظام کیا اور بڑی عمدگی سے سارے کام انجام پائے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جرمنی کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں بوسنیا کے مہمان بھی بڑی تعداد میں تشریف لائے۔ یہ بظاہر ہارے ہوئے لوگ ہیں مگر ان کے چہروں پر عزم و استقامت نمایاں تھی۔ ہارنے کے باوجود یہ آئندہ فتح کے پروگرام بنا رہے تھے۔ ان میں سے کوئی کم ہمت نہیں دیکھا۔ بچوں بڑوں سب کے چہروں پر مسکراہٹیں تھیں۔ اس مرحلے پر بوسنیا کے مہمانوں کی آخری دو بسیں روانہ ہو رہی تھیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اور حاضرین نے ان کی طرف دیکھ کر الوداعی انداز میں ہاتھ ہلائے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر اہلِ بوسنیا کے لئے یہ دو نعرے خود لگوائے۔

بوسنیا۔ زندہ باد

بوسنیا عظمت کردار۔ زندہ باد

حضور نے اہلِ بوسنیا کے لئے دعا کی کہ آپ جہاں بھی جائیں اللہ کا فضل اور اس کی سلامتی آپ کے شامل حال ہو۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے آخر میں تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کو سلام کہا اور دعا کی کہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہمیشہ اپنے اجتماعات میں آپ کے ساتھ شامل ہوتی رہے۔

اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد فرمایا ایک انعام رہ گیا ہے۔ میرے قافلے کے ممبران اور مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کے درمیان کبڈی کا میچ ہوا تھا۔ اس میچ کے ہیرو جرمنی کی جماعت احمدیہ کے امیر صاحب مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر رہے۔ انہوں نے ہر پوائنٹ جیتا۔ یہ ان کی پہلی کبڈی تھی۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ کبڈی کھیلا کریں گے۔ حضور نے دعا کی اللہ تعالےٰ ان کو صحت و عافیت سے رکھے۔ حضور نے فرمایا یہ میچ سب سے زیادہ دلچسپ تھا۔ حضور نے امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی زندہ باد کا نعرہ لگوایا اور انعامات تقسیم فرمائے۔

مکرم چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب وفات پا گئے

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ خاکسار کے بہنوئی مکرم چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب ایڈووکیٹ ۱۴ میکلوڈ روڈ لاہور ممبر مرکزی بورڈ قضا ربوہ مورخہ ۱۱ جون ۹۳ء بروز جمعہ پاکستانی وقت کے مطابق قریباً ۲ بجے امریکہ میں بعمر ۶۵ سال وفات پا گئے ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ مکرم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب (جنہیں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے معالج کے طور پر خدمات کی سعادت حاصل ہوئی) کے صاحبزادے اور مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر مال خرچ و ناظر اعلیٰ ثانی کے داماد تھے اور نہایت مخلص اور فدائی احمدی اور نذر داعی الی اللہ تھے۔ اپنے پیشے میں بہت قابل اور ہر دلعزیز تھے۔ امریکہ سے میت بروز جمعرات مورخہ ۱۷ جون صبح کے وقت براستہ لاہور ربوہ پہنچے گی اور ان کا جنازہ بعد عصر ۵½ بجے بیت المبارک کے احاطہ میں ہوگا احباب سے انکی بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر وقف جدید کی پھوپھی صاحبہ مکرمہ محمودہ

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶ - احسان ۱۳۷۲ ہش ۱۶ - جون ۱۹۹۳ء

مناصب اور مراتب

دنیا میں کوئی غریب ہے کوئی امیر۔ کوئی افسر ہے کوئی ماتحت۔ کوئی ادنیٰ ہے کوئی اعلیٰ۔ اس دنیوی تقسیم کے بغیر کام ہی نہیں چل سکتا۔ سب غریب ہو جائیں۔ تب بھی مشکل۔ سب امیر ہو جائیں تب بھی مشکل۔ سب ماتحت ہوں۔ تو ان سے کام کون لے۔ اور سب افسر ہوں تو وہ کام کس سے لیں۔ کڑکتی دھوپ میں مزدوری کرنے والے کو دیکھ کر اس پر ترس آتا ہے۔ اور یہ ترس آنا اچھا ہی جذبہ ہے۔ لیکن اس مزدور کو کوئی اور کام دے دیں تو بہر حال کوئی اور شخص اس کی جگہ آ جائے گا۔ وہ کام تو ہونا ہی ہوتا ہے۔ ایک نہیں کرے گا۔ یا نہیں کر سکے گا تو دوسرا کرے گا۔

غرضیکہ دنیا میں جو مناصب اور عہدوں کی تقسیم ہے۔ اس کے بغیر یہ دنیا چل نہیں سکتی۔ اس کے کام آگے نہیں بڑھ سکتے۔ آگے بڑھنے کی تو بات ہی کیا ہے۔ ہو ہی نہیں سکتے۔ اور اس لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنی بہتری کے لئے کوشش تو کرے لیکن جو جہاں ہے اور جب تک وہاں ہے اسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ وہ اس سے بھی تو کمتر ہو سکتا تھا۔

نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی جہاں ہے وہاں کیوں ہے۔ اس کے کئی عوامل ہیں۔ ایک بچہ فقیر کے گھر پیدا ہوتا ہے اور ایک امیر کے بلکہ بادشاہ کے۔ فرق تو ہوا دونوں میں۔ اور یہ فرق بے اختیاری کا ہے کس کے ہاتھ میں ہے کہ وہ فقیر کے گھر پیدا ہونے کی بجائے امیر یا بادشاہ کے گھر پیدا ہو۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس بے اختیاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار بھی دیا ہے۔ فقیر کے گھر پیدا ہونے والا بچہ امیر بھی بن سکتا ہے۔ بلکہ بادشاہ بھی۔ آجکل صدر کہہ لیجے۔ اور امیر کے گھر پیدا ہونے والا بچہ اپنے رجحانِ طبیعت سے فقیر بھی بن سکتا ہے۔ اپنی استعدادوں کو استعمال نہ کرتے ہوئے۔ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ کھو سکتا ہے۔

یہ تو ہے دنیا کی بات۔ روحانی دنیا میں بھی مراتب ہیں۔ اور مناصب۔ یہ مراتب اور مناصب نظر نہ بھی آئیں تو ہیں ضرور۔ کون جانتا ہے دنیوی مزدور اعلیٰ مرتبہ پر ہو اور دنیوی منصب رکھنے والا روحانی طور پر کمتر ہو۔ اگر ہم اس راز کو سمجھ لیں تو کبھی کسی کو کمتر نہ سمجھیں۔ ہمارے دل میں کبھی بے جا فخر اور غرور پیدا نہ ہو۔

سُنتا ہے مری بات جواب آتا ہے مجھ کو
مہر و مہ و انجم کا حساب آتا ہے مجھ کو
مَیں مدرسۂ عشق و جنوں میں بھی پڑھا ہوں
اور حُسن کے کالج کا نصاب آتا ہے مجھ کو

ـــــ ابوالاقبال

○

مَیں غریبِ شہر ہوں مجھ کو کوئی الزام دو
جو سزاوارِ خطا ہو کوئی ایسا نام دو

انتہائے شوق میں بڑھتا چلا جاؤں گا مَیں
روکنے والو مجھے زنجیر کا انعام دو

کھیلتے ہو تم مری تقدیر سے شام و سحر
دے سکو تو صبح جیسی اک چمکتی شام دو

آپ کی ہلکی سی اک آواز پہ مرتا ہوں مَیں
زندگی کا دو کہ مجھ کو موت کا پیغام دو

مَیں گذر اوقات کر لوں گا اکیلے بھی مگر
دل کے بہلانے کی خاطر کوئی دلآرام دو

تم اگر جلوہ دکھاتے ہو فقط بالائے بام
میرے بے چھت سے گھروندے کو بھی تو اک بام دو

منحصر ہے آپکی بخشش پہ میری حیات
جو بھی دینا ہے مجھے ہر لمحہ دو، ہر گام دو

کیوں بکھر جانے پہ اب یہ تو لتا رہتا ہوں مَیں
دو مری افسردگی کو بادۂ گلفام دو

مَیں تو سعیٔ جستجو میں گھومتا پھرتا رہا
تم کو کیا سُوجھی اسے آوارگی کا نام دو

میرا دامن تو ترے حُسنِ عطا کی ہے دلیل
کیوں اُمنگوں کو مری حرص و ہَوا کا نام دو

اس نے دھو ڈالی ہیں میرے دل کی سب آلائشیں
دو، نسیم اک گھونٹ مجھ کو دُردِ زیرِ جام دو

نسیم سیفی

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک چھوٹی سی بات

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب لکھتے ہیں:

الفضل مورخہ ۵ جون ۱۹۹۳ء میں "ایک چھوٹی سی بات" کے تحت ہماری ایک بہن کے بعض مشورے شائع ہوئے ہیں جن کا تعلق عاریۃً چیزیں لینے دینے سے ہے وہ لوگ جو عاریۃً چیزیں لے جاتے ہیں اور اس کی واپسی میں باقاعدہ نہیں۔ انہیں آپ نے بجا طور پر مناسب رنگ میں سمجھایا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے لیکن جہاں تک چیزیں عاریۃً دینے سے معذرت کرنا اور بچوں کو بھی اس کے لئے مشورے دینا اور آپ کا یہ لکھنا کہ "بعض دفعہ تجربہ کی بناء پر بڑے کسی کو کوئی چیز دینا نہیں چاہتے اور کہہ دیتے ہیں یاد نہیں کہاں رکھی ہے ایسے موقع پر بھی بچے جھٹ وہ چیز لاکر دے دیتے ہیں کہ یہ رکھی ہے۔ بچوں کو ایسا بھی نہیں کرنا چاہیئے۔" یہ درست مشورہ نہیں۔ یہ تو ہماری بنیادی تعلیم کے خلاف ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہمیں جو تعلیم دی ہے۔ اسے ہر وقت ہمیں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

(i) جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(ii) تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو

(iii) جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔

(iv) تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔

(v) امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔

(vi) اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو۔

(vii) غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔

اگر کسی مجبوری کی وجہ سے یا تجربہ کی بناء پر کوئی چیز عاریۃً نہیں دینا چاہتے تو صاف معذرت کرنی چاہیئے ایسے ہی جھوٹ موٹ کہنا کہ "یاد نہیں کہاں رکھی ہے" بالکل مناسب نہیں۔ بچے سادہ ہوتے ہیں ان کو کیا معلوم کہ آپ ایسے ہی کہہ رہے ہیں وہ تو آپ پر اعتماد رکھتے ہیں کہ آپ کو سچ مچ یاد نہیں رہا کہاں رکھی ہے لہٰذا وہ لاکر دے دیتے ہیں کہ یہ رکھی ہے اور اگر بچوں کو یہ علم ہو جائے کہ آپ یہ بات چیز نہ دینے کے لئے بہانہ کے طور پر یا جھوٹ موٹ کہہ رہے ہیں تو وہ سمجھیں گے کہ بڑے اگر یہ کام کرتے ہیں تو یہ کوئی بری بات نہیں لہٰذا آپ کا یہ قول اور عمل ان کو جھوٹ بولنے کی طرف رغبت دلانے کا موجب ہوگا اور شروع میں معمولی اور پھر بڑے بڑے جھوٹ بولنے کے وہ عادی ہو جائیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض لوگ عاریۃً اشیاء برتن وغیرہ لے جاتے ہیں اور واپس نہیں کرتے بلکہ ان سے منگوانے پڑتے ہیں۔ لیکن ایسے چند ہوں گے اور چند لوگوں کی غلط روش کی بناء پر اکثریت کو اس خیر سے محروم کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ ہمیں تو خدا کی خاطر ہمدردی اور شفقت اور محبت کے تحت دوسروں کو خیر پہنچانا ہے۔ اگر کوئی غریب ہے اور اس کے ہاں مہمان آگئے ہیں۔ اس کے پاس مناسب برتن نہیں یا مطلوبہ تعداد میں نہیں اور وہ آپ سے عاریۃً لے کر اپنی عزت اور وقار کو مجروح ہونے سے بچا لیتا ہے۔ یا اگر پڑوسی کے بہت سے مہمان آگئے ہیں اور ان کو بڑے سائز کا دیگچہ درکار ہے اور انہیں علم ہے کہ آپ کے ہاں یہ ہے تو اگر وہ آپ سے عاریۃً لے کر وقت گزار لے تو اس میں آپ کو ثواب بھی ملے گا اور باہم محبت اور اخوت بڑھے گی۔ خواہ مخواہ بخل سے کیا فائدہ۔ ایک دوسرے کے کام آنا چاہیئے اور ادنیٰ ادنیٰ خیر سے دوسرے کو محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی برتن بار بار مانگے اور اس کی حالت خراب کر دے تو اگر تو آپ کی مالی حالت اچھی ہے تو اسے بخوشی برداشت کرنا چاہیئے۔ آخر اپنے بچے اور ملازم بھی تو خراب کر دیتے ہیں۔ اگر پڑوسیوں یا عزیزوں نے استعمال کر لیا تو یہ ان کا ہم پر حق ہے ہاں اگر آپ کی مالی حالت اچھی نہیں اور یہ خرابی یا نقصان قابلِ برداشت نہیں تو نہایت ادب کے ساتھ اور نرم الفاظ میں صاف معذرت کر دینی مناسب ہوگی نہ کہ بہانہ سازی کرتے ہوئے جھوٹ موٹ کے فقرے بنائے جائیں۔

ایک بات ہماری بہن نے بہت اہم لکھی ہے کہ جب بھی گھر سے کوئی چیز منگوائیں۔ چٹ لکھ کر منگوائیں یا دلوائیں کیونکہ اگر زبانی پیغامات تک محدود رہا جائے تو بعض اوقات چالاک اور ہوشیار لوگ نقصان پہنچا جاتے ہیں۔ ہمارے ایک استاد سکول میں تھے۔ گھر ایک ہوشیار لڑکا گیا ان کی بیگم صاحبہ سے کہا ماسٹر صاحب نے بھیجا ہے کہ آپ کو مٹی کا تیل دے آئیں۔ چنانچہ تیل دے دیا۔ دوبارہ آیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ گھی منگوالیں۔ چنانچہ پچاس روپے اور گھی والا برتن لے گیا اور واپس نہیں آیا۔ ایک اور استاد کے گھر تیز بارش میں کوئی بندہ آیا اور گھر والوں سے ان ماسٹر صاحب کا نام لے کر کہا کہ انہوں نے چھتری منگوائی ہے گھر والوں نے دے دی مگر نہ وہ ماسٹر صاحب کو ملی اور نہ بندہ واپس دے کر گیا ایسے واقعات سے سبق سیکھنا چاہیئے اور جب بھی گھر سے کوئی چیز کسی کو دلوانی ہو یا آپ نے منگوانی ہو باقاعدہ چٹ یا رقعہ لکھ کر دلوائیں یا منگوائیں۔

بیت اقصیٰ میں بیٹھے تھے میرے قریب میری ہمشیرہ کا نو دس سال کا پوتا بھی تھا ہم دونوں اکٹھے ہی بیت اقصیٰ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے ایک عزیز دوست جنہوں نے کبھی میرے ساتھ ملکر ماہنامہ تحریک جدید کے سلسلے میں کچھ خدمات سرانجام دی تھیں وہ بھی آگئے۔ کچھ دیر کے بعد میری توجہ اپنی طرف مبذول کرواتے ہوئے کہنے لگے "ایک چھوٹی سی بات" اس بچے نے ایک جراب الٹی پہنی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا تو واقعی ایک جراب الٹی پہنی ہوئی تھی۔ دراصل گھر سے جلدی جلدی بیت اقصیٰ میں وقت پر پہنچنے کے لئے نکلے تھے۔ اور اس جلدی میں بچے نے ایک سیدھی اور ایک الٹی جراب پہن لی۔ اسی وقت مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ بیت مبارک میں ایسے ہی موقعہ پر جانا تھا۔ میں نے کپڑے تبدیل کئے اور جرابیں تبدیل کر رہا تھا۔ ایک جراب تبدیل کی تھی اور دوسری تبدیل کرنے ہی لگا تھا کہ کسی طرف سے آواز پڑی اور میں اسی طرح اس طرف دوڑ پڑا۔ یہ بات ذہن سے نکل گئی کہ صرف ایک جراب تبدیل کی ہے دوسری ابھی پرانی ہی جراب ہے۔ لیکن بوٹ کے تسمے باندھے اور فوری طور پر گھر سے سب افراد کے ساتھ بیت مبارک پہنچ گیا۔ وہاں پر جب صف میں بیٹھا تھا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک پاؤں میں نیلی جراب ہے اور دوسرے میں سفید۔ بات یہ ہوئی تھی کہ دوسری جراب تو میں نے ابھی بدلنی تھی۔ لیکن چونکہ پہلی جراب کے بعد اٹھ کر کسی کام کے لئے چلا گیا۔ اور پھر بوٹ پہنتے ہوئے یہ بات ذہن میں نہ آئی کہ ابھی دوسری جراب بدلنی ہے۔ اور اسی طرح بیت مبارک میں پہنچ گیا۔ یہاں تو بیت اقصیٰ میں بچہ اپنی جراب اتار کر سیدھی کر سکتا تھا لیکن میں اس مشکل میں تھا کہ یا تو دونوں جرابیں اتار دوں یا پھر ایک نیلی اور ایک سفید اسی طرح رہنے دوں جو عجیب منظر تھا۔ بہر حال میں نے آنکھ بچا کر "یہ آنکھ بچا کر تو میں اپنی تسلی کیلئے کہہ رہا ہوں" کچھ لوگ تو دیکھ رہے ہوں گے۔ میں نے دونوں جرابیں اتار دیں اور اچکن کی جیب میں رکھ لیں۔ مگر واپسی پر مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ میں جرابوں کے بغیر بوٹ پہننے کا عادی نہیں۔ یوں لگتا ہے کہ پاؤں چھل رہے ہیں۔ لیکن بہر حال جوں توں کر کے اسی طرح بوٹ پہنے اور گھر واپس آیا۔

یہ دونوں باتیں اس ایک چھوٹی سی بات کا نتیجہ ہیں کہ جلدی میں بعض اوقات انسان ایک کام کرتے کرتے آدھا کر چکنے کے بعد کسی اور طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور پھر اسے یاد ہی نہیں کہ اس نے ابھی ادھورا کام مکمل کرنا ہے۔ اسلئے کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اس بات کی طرف دھیان دیا کریں کہ جو کام ہم نے شروع کیا ہے۔ وہ مکمل کر لیا ہے یا نہیں ویسے اس بات سے بھی انکار نہیں کہ جب غلطی ہونا ہوتی ہے تو باقی سب باتیں ذہن سے اتر جاتی ہیں۔ اور غلطی ہو جانے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ غلطی ہو گئی ہے۔

(نون۔ سین)

مخلوق کو خوش کرنے کے درپے ہونے سے کیا بن سکتا ہے۔ خالق کو راضی کرو۔ پھر سب راضی ہی راضی ہیں۔ دعائیں کرتے رہو کہ بڑی بڑی خفیہ راہوں سے شرک آتا ہے سب سے بڑا شرک تو اسی زمانے میں دنیا پرستی کا تھا جسے امام نے یہ عہد لیکر توڑا۔ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اب اس عہد کو نبھاؤ۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان

۲ - جون ۱۹۹۳ء

دی ڈان کے ۲ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں ایس ارتضیٰ حسین (کراچی) کہتے ہیں کہ ایک دن ہندوستان کو یہ پتہ چلتا ہے کہ بمبئی کے بم کے دھماکے میں پاکستان کے ملوث ہونے کے شواہد موجود ہیں اور دوسرے دن یہ پتہ چلتا ہے کہ پاکستان ہی نے اس بات پر ابھارا اس کی سکیم بنائی اور بم کا دھماکہ کرنے میں شراکت کی۔ اور وہ اس لئے کہ جن لوگوں پر شبہ کیا جاتا ہے ان کو سندھ اور سرحد کے صوبوں میں دیکھا گیا ہے اس کے علاوہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے مغربی حکومتوں کو یعنی امریکہ کو اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ پاکستان نے یہ سازش تیار کی تھی۔

البتہ اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کی جاتی کہ ایسے کرنے سے پاکستان کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کو غیر مستحکم کر کے پاکستان کیا مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے اور ہندوستان جیسے ملک پر ایک دھماکہ یا شہر میں ایک سے زیادہ دھماکے (کلکتہ میں بھی ایک دھماکہ بعد میں ہوا تھا) ہندوستان جیسے بڑے ملک کے لوگوں کی زندگی پر کیا اثر ڈال سکتے ہیں۔ جہاں تک عوام الناس کے آپس میں تعلقات کا معاملہ ہے۔ ہندوستان کے دعوے جیسے انگریزی میں کہا جاتا ہے "نمک کی ایک چٹکی" یا اسی سے بھی زیادہ سے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ یہ بھی دعوی کیا گیا ہے کہ دونوں میمن بھائی دوبئی سے ۱۷ مارچ کو کراچی پہنچے اور یہ بھی کہ ہندوستانی حکام کو اس بات کا علم ہے کہ یہ میمن بھائی اسلام آباد دوبئی سے اسلام آباد پرواز کر کے گئے۔ ہندوستان یا ہندوستان کے ایجنٹوں کو اس بات کا علم نہیں خاص طور پر پاکستان کے سلسلے میں جسے وہ در حقیقت تسلیم کرنے کے لئے ہی تیار نہیں ہیں لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ جسمانی طور پر یہ بات ممکن ہی نہیں ہے کہ دوبئی سے کراچی اور اسلام آباد ایک ہی وقت میں پہنچا جائے۔ ایک ہی دن اور ایک ہی پرواز سے۔ اور پھر دوبئی کراچی اسلام آباد اور سرحد کے صوبہ میں دیکھا جائے۔ ان کو سب جگہوں پر دیکھا جائے۔ جب چاہا جائے دیکھ لیں۔ چاہے دیکھنے کے شواہد کیسے بھی کیوں نہ ہوں۔ میمن بھائی دوبئی سے پاکستان پہنچیں اور پھر پاکستان سے کسی ایسی جگہ پر جس کا کسی کو علم نہ ہو اور اس سفر کی تفصیل کا ذکر ان کے پاسپورٹوں پر نہ ہو۔

پھر یہ بات بھی سوچنے والی ہے کہ ہندوستان کو پاکستان کو مطلع کرنے کے لئے چھ دن کیوں لگے۔ یعنی ایسا کیوں ہوا کہ چھ دن کے بعد انہوں نے اپنی اس تشویش کا اظہار کیا۔ یہ حیرانگی کی بات ہے کہ آئی ایس آئی اسے۔ اپنے لئے ایک کمپلیمنٹ سمجھے کہ انہوں نے خوب اچھی طرح محنت سے کام کیا ہے خاص طور پر ایک ایسے علاقے کے سلسلے میں جس کے ساتھ اس کی دوستی نہیں ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ پاکستان کے لوگ ایسی باتوں سے حوصلہ ہارنے والے نہیں ہیں کہ ان کا بڑا بھائی انہیں کس نظر سے دیکھتا ہے اور اگر ان کے سروں پر ایک اور تلوار بھی لٹکی ہوئی ہو تو اس کا وہ کوئی حرج نہیں سمجھتے

ہندوستان نے یہ دعوی بھی کیا ہے کہ وہ ایک سیکولر سٹیٹ ہے اور ایسا وہ اپنے آغاز ہی سے کر رہا ہے۔ لیکن جہاں تک مسلمانوں کے خلاف فسادات کا تعلق ہے یہ ہندوستان کا ایک مستقل فیچر ہیں یہی وہ ملک ہے جہاں تاریخی بابری مسجد کو منہدم کیا گیا اور جب ایسا کیا جا رہا تھا تو مرکزی حکومت نے اس سے نظر بچائے رکھی۔ ہندوستان یہ بھی دعوی کرتا ہے کہ خالصتان کی تحریک کے پیچھے بھی پاکستان کا ہاتھ ہے اور کہ اس تحریک میں جوش اور جذبہ پاکستان ہی پیدا کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ پاکستان نے ہندوستانی فوجوں کو سکھوں کی سب سے زیادہ مقدس عبادت گاہ یعنی گولڈن ٹمپل میں بوٹوں کے ساتھ نہیں بھیجا تھا کہ اس کی بے حرمتی کی جائے اور سکھوں کا یہ جذبہ کہ ۱۹۴۷ء میں دھوکا کیا گیا بھی پاکستان کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ کشمیریوں کے بھی بالکل ایسے ہی جذبات ہیں۔ ہندوستان یہ بھی دعوی کرتا ہے کہ سوائے چند ایک غلط کار لوگوں کے مقبوضہ کشمیر کی ساری آبادی اس کے ساتھ ہے لیکن وہ اس ساری آبادی کو یہ کہنے پر مائل نہیں کر سکتا اور نہ ان کا مسئلہ حل کر سکتا ہے۔

یہ بات بھی خاصی واضح ہے کہ بمبئی میں دھماکوں کے متعلق جو انکشافات ہندوستان کو ہوتے ہیں وہ محض اس لئے اس طرح پیش کئے جا رہے ہیں کہ پاکستان کو ایک دفعہ پھر دفاعی کیفیت میں دھکیل دیا جائے۔ جہاں تک دھماکوں کے اوقات کا تعلق ہے یہ بھی ایک ایسی بات ہے جس نے مغرب کی حکومتوں کو متاثر کیا ہے۔ یہ دھماکے ایک ایسے وقت میں کئے گئے ہیں جب ہندوستانی فوجیں کشمیر میں اپنے مظالم کی انتہا کر رہی تھیں اور مغربی حکومتوں کی اس طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے بمبئی میں بم کے دھماکے کروا دیئے گئے۔ کشمیر میں مردوں عورتوں اور بچوں پر مظالم کی پردہ پوشی کے لئے یہ سارا کام کیا گیا ہے تاکہ یہ بتایا جائے کہ ان مظالم کے باوجود کشمیری لوگ اپنی جدوجہد کو ختم کرنے کے لئے تیار نہیں نہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ مر چکا ہے اور اسے حفاظت کے ساتھ دفن کیا جا چکا ہے۔ یہی وہ بات ہے حالانکہ ہندوستان کی حکومت یہی باور کرانا چاہتی ہے

باقی ص ۷ پر

Fascinating fancies

ONE day Indian authorities find no evidence of Pakistan's involvement in the Bombay blasts, and the other day they discover Pakistan as the instigator, planner, and executant of a conspiracy for the blasts on the ground that "the prime suspects were sighted in Sindh and in NWFP." They further claim to have convinced Western governments, that is, USA of Pakistan's "hatching the conspiracy."

No explanation, of course, has been given of what gain would have accrued to Pakistan by the blasts, how destabilisation of India would help Pakistan, and, for that matter, what impact a blast or even more in a city or two (there was one in Calcutta a day or so later) could have on the life of a country of the size of India? Even as exercises in public relations, India's claims would be received with not a pinch but a great deal of salt in India itself.

It has been claimed both that "the Memon brothers arrived in Karachi from Dubai on March 17" and also that the Indian authorities "know they (the Memon brothers) flew to Islamabad from Dubai." The ubiquity of Indian or India's agents in neighbouring countries, in particular Pakistan (which naturally is not accepted by India), is not denied, but it is not physically possible to arrive from Dubai at both Karachi and Islamabad simultaneously, on the same day, by the same flight, and at same time, and to be seen in Dubai, Karachi, Islamabad, and NWFP, everywhere and whenever desired, whatever may be the visual evidence of "the flight of the Memon brothers from Dubai to Pakistan and then from Pakistan to some unknown destination and of the actual markings or absence of markings on the brothers' passports."

Then, what did India need six days for to inform the Pakistan government of their concern? It is difficult to say how the I.S.I. would appreciate this compliment to its (I.S.I.'s) competence and efficiency and professional skill from India's 'unfriendly' quarter? Nor are the people of Pakistan likely to be unnerved by the reach and spread of big brother's eyes and ears in their midst or the addition of one more sword dangling over their head.

India has also claimed to be a secular state from day one, but anti-Muslim riots, including those of this year in different parts of India, and simultaneously, have become a permanent feature of life in India. It was in that country that the historic Babri mosque was demolished with the full connivance of the Central Government. India also claims that the Khalistan movement has been instigated and is being fuelled by Pakistan, knowing full well that it was not Pakistan which had ordered Indian troops to storm the Sikhs' most sacred Golden Temple with their boots on and defile it. Nor does the Sikhs' feeling of being cheated and taken for a ride in 1947 a Pakitani inspiration. Kashmiris share the same feeling. India also claims that, except for a handful of miscreants, again supported by Pakistan, the entire population of Kashmir is completely and unflinchingly attached to India, but it will not let this total majority say so and solve the problem of Kashmir once and for all.

It is pretty obvious that the disclosures about the Bombay blasts are intended to, once again, put Pakistan on the defensive. However, their timing too might have "made an impact on Western Governments." They have been made at a time when the atrocities committed by Indian troops on the defenceless men, women, and children, of occupied Kashmir, were increasingly drawing international attention, and, despite maximum repression, the people of Kashmir were not giving up, nor was the Kahmir dispute dead and safely buried for ever as had been hoped for, and the demolition of the Babri mosque and the widespread killing of Muslims in so many parts of India as a permanent feature of life in India, could not be suppressed by diverting attention towards Pakistan and its alleged misdeeds.

At long last, the Indian Government has released a report on the killing of two Pakistanis in Indian Punjab last year in October, with a Sikh terrorist "in an encounter with the Indian forces." It is not clear why one of them, it is claimed an Indian citizen travelling on a Pakistani passport, should not have found travelling in India easier as an Indian citizen in possession of an Indian passport, or even in case of disputed nationality, his remains could not be sent to Pakistan for burial? The refusal to return the body of the undisputed Pakistani is even more mysterious, they could no longer pose any threat to India's security so as to need a constant watch.

S. IRTIZA HUSAIN
Karachi

DAWN WEDNESDAY, JUNE 2, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال

پاکستان میں تعطیلات کی ایک جھلک

تعطیل کے معنی اردو زبان میں رخصت اور چھٹی کے ہوتے ہیں یعنی کسی ادارے میں جس دن کوئی کام نہ ہو۔ عربی زبان میں اس دن کو "العطلۃ" کہا جاتا ہے انگریزی میں اسے ہالیڈے کہتے ہیں۔ جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو کانوں کو بہت بھاتا ہے اور دل میں خوشی و فرحت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں تعطیل۔ چھٹی اور رخصت کا مروجہ مفہوم یہ ہوتا ہے کہ آرام کرنا۔ سستی دکھانا۔ آسانی چاہنا۔ سیر کے لئے باہر جانا۔ پکنک منانا۔ تفریح کرنا۔ لمبی ڈرائیو کرنا۔ ساحل سمندر پر جاکر نظارہ کرنا۔ دوستوں یا خاندان کے افراد اور بچوں کے ساتھ وقت گذارنا یا عام معمول سے ہٹ کر کوئی کام اور شغل کرنا۔ ہالی ڈے کہلاتا ہے۔ غرض تعطیل اور چھٹی کا لفظ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ ہالی ڈے لفظ انگریزی زبان میں ایک اصطلاح ہے جسے درحقیقت ہولی ڈے "HOLY DAY" یعنی پاک اور متبرک دن کہا جاتا ہے اس لفظ کا مذہبی رنگ میں مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ایسا دن جو مذہبی امور کی سرانجام دہی کے لئے انسان وقف کرے یا ایسا دن جب کوئی خاص مذہبی واقعہ رونما ہوا ہو۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ دنیا میں اکثر تعطیلات دینی واقعات کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ جو مقررہ تاریخوں میں پرانے لامذہب افراد کے تہواروں کے لئے مخصوص ہیں۔

لغت میں لفظ "ہالی ڈے" ایک خاص دن۔ ایک مذہبی تہوار کا دن ایک دن جب کوئی جماعت یا کوئی شخص ذاتی طور پر قبضہ سے محروم کیا گیا یا اقتدار سے بے دخل کیا گیا ہو یا جس دن کسی کام کا استثناء۔ مذہبی کیلنڈر کا اہم دن اور تفریح وغیرہ کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

پہلے زمانہ یعنی زمانہ قدیم میں تعطیلات دیوتاؤں اور بزرگوں کی وفات یا پیدائش والے دنوں کے ساتھ مخصوص ہوا کرتی تھیں۔ جو کسی سوسائٹی یا ایک خاص جماعت یا ایک قبیلہ یا تجارت کے متعلق تھیں۔ اسی طرح تعطیلات فصل کے بوتے اور کاٹنے کے موقع پر بھی ہوا کرتی تھیں۔ جیسے بیساکھی کا میلہ بسنت کا تہوار وغیرہ۔

تورات یا بائیبل میں جو بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے دس احکام دیئے گئے ہیں ان میں سے چوتھا حکم ہفتہ میں ایک دن منانے کی تاکید کرتا ہے جسے سبت کہا گیا ہے۔ وہ حکم یوں ہے فرمایا "تو خداوند اپنے خدا کے حکم کے مطابق سبت کے دن کو یاد کر کے پاک ماننا چھ دن تک تو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا۔ لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔ اس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا غلام نہ تیری لونڈی نہ تیرا بیل۔ یاد رکھنا کہ تو ملک مصر میں غلام تھا اور وہاں سے خداوند تیرا خدا اپنے زور آور ہاتھ اور بلند بازو سے تجھ کو نکال لایا۔ اس لئے خداوند تیرے خدا نے تجھ کو سبت کے دن کو ماننے کا حکم دیا۔ استثناء باب ۶، آیت ۱۲ تا ۱۵۔ سبت کے معنی ہی عبرانی زبان میں آرام کے دن کے ہیں۔ اسی طرح پہلے زمانہ کے عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ جی اٹھنے کی یاد میں سبت مناتے ہیں جو ہفتہ کی بجائے اتوار کا دن ہے۔ یعنی ہفتے کا پہلا دن مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن مبارک سمجھا جاتا ہے۔ یہ دن قومی سطح پر چھٹی یا رخصت کا دن ہوتا ہے۔ چونکہ اس دن کی اہمیت تمام لوگوں پر واضح ہے اس لئے اس دن کو مسلم سبت بھی کہا جاتا ہے۔

چھٹی کا دن کچھ صدیاں پہلے ان معنوں میں استعمال ہوتا تھا کہ وہ دن جب کام سے رخصت ہو یا ایسا وقت جب کوئی کام نہ کیا جائے۔ سو یہ دن پاک دن HOLY DAY کی بجائے ہالی ڈے بولا جانے لگا۔ عام طور پر یہ چھ دن کام کرنے کے بعد والے دن پر بولا جاتا ہے۔ ہفتہ میں ایک دن اس دن کو تبدیلی اور آرام کا دن بھی کہا جاتا ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان۔ عقیدہ۔ مذہب۔ نمازیں اور عبادت زندگی کو نیک اور پاک بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگرچہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے پہلے زمانہ میں مذہبی واقعات کی یاد تازہ کرنے کے لئے یہ دن رکھے گئے۔ تاہم اس زمانہ میں یہ دن عام دیگر مواقع کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اس دن کی اہمیت اور ضرورت اور تصور پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خاندان اور کنبہ کی سطح پر پیدا کیا اور خاندان کا ہر فرد خواہ عورت ہو یا مرد یا بچہ، کو روٹی کمانے کے لئے محنت کرنا ضروری تھی اسی طرح سب کو اپنے اپنے معیار کے مطابق کام کرنا تھا لہٰذا ایک لمبے عرصہ تک کام کرنے کی وجہ سے انسان کا جسم اور دماغ تھکاوٹ محسوس کرتا تھا اس لئے آرام کی غرض سے ہفتہ میں ایک دن رخصت کا دن قرار دیا گیا۔ اسی طرح مذہبی لحاظ سے اس دن کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ چھ دن متواتر کام کرنے کے بعد ایک دن آرام کیا جائے۔ تو ساتواں دن مذہبی امور کے لئے وقف ہے یہودیوں میں اور عیسائیوں میں بھی۔ دینی ضروریات کے ساتھ سماجی ضروریات کو بھی عملی جامہ پہنانا تھا لہٰذا طبی نقطہ نگاہ سے بھی ایک دن آرام ضروری تھا۔ تاکہ انسان لگاتار اپنے آپ کو پریشانی اور ذہنی دباؤ سے بچائے اور دوبارہ طاقت حاصل کرے جو متواتر ہفتہ کام کرنے سے صرف ہوئی تھی۔ سال میں عموماً ۵۲ ہفتے ہوتے ہیں اور یہ دن ہر قوم مناتی ہے۔ یعنی ہفتہ میں ایک دن آرام کرتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک جیسے امریکہ اور یورپ میں ہفتہ میں دو روز رخصت ہوتی ہے۔ اس طرح وہ سال میں ۱۰۴ یوم تعطیل کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی بعض تعیش پسند لوگ کام سے بچنے کے لئے ہفتہ وار تعطیل کے ساتھ ایک دن اور شامل کر لیتے ہیں۔ پھر ہم سرکاری طور پر خاص دن رخصت کے رکھتے ہیں جن کی تعداد ۱۶ بنتی ہے ان دنوں میں مذہبی اور غیر مذہبی تہواروں کی رخصتوں کو اکٹھا کر لیا گیا ہے مثلاً ۲ عیدیں۔ عاشورہ۔ عید میلاد۔ یوم آزادی۔ یوم پاکستان۔ یوم دفاع بینک ہالی ڈے۔ قومی سطح پر قائداعظم کا یوم پیدائش و وفات۔ یوم اقبال و وفات اسی طرح دیگر اہم شخصیات کی وفات۔ ہاکی یا کرکٹ میچ کے جیتنے پر۔ انتخابات یوم اظہار یکجہتی (سانحہ بابری مسجد) کے موقع پر رخصت منائی گئی۔ علاوہ ازیں صوبائی سطح پر بھی رخصت لا اینڈ آرڈر صورت پیدا ہو جانے کی وجہ سے رخصت کی جاتی ہے۔ کرفیو۔ تشدد۔ ڈاکہ وغیرہ کی صورت میں بھی۔ یوم مئی بھی ایک اہم واقعہ کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

گویا تعطیلات ان مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ کئی دوسرے پہلو بھی رکھتی ہیں مثلاً غیر حاضری کی رخصت نیز فوری اور ہنگامی طور پر بھی رخصت کی جاتی ہے۔ جو سالانہ کم از کم تعداد میں آٹھ ہوتی ہے۔ نیز بیماری وغیرہ کی بھی سالانہ ۸۔ رخصتیں لی جاتی ہیں۔ جنگ عظیم سے قبل رعایتی رخصت کی تعداد دو ہفتے ہوا کرتی تھی۔ اب بڑھ کر تین ہفتے ہو چکی ہے وہ کمپنیاں اور یونینز جو مزدور تنظیمیں قائم کرتی ہیں وہ دگنی تعداد کی رخصتوں کا مطالبہ کرتی ہیں۔ عام مطالبہ کچھ اس تفصیل کا تقاضا کرتا ہے۔ اتفاقیہ ۳۰، بیماری ۲۰، رعایتی ۳۰۔ تو اس لحاظ سے موازنہ اور بھی دلچسپ ہو جاتا ہے۔ اجرت کے قوانین ایک مزدور کو درج ذیل تعطیلات کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ۲۱ + ۸ + ۸ = کل ۳۷ دن یاد رہے کہ یونینز اس سے دگنی رخصتیں حاصل کرتی ہیں۔ ۳۰ + ۳۰ + ۲۰ = کل ۸۰ دن۔ عام اجازت تو ان کو استفادہ کی ہوتی ہے۔ مگر وہ ۸۶ دن سالانہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک کارخانہ میں کام کرنے والے مزدور اس مقدار کے مطابق رخصت حاصل کرتے ہیں۔

ہفتہ وار تعطیلات =	۴۰	یونین ۸۰
سرکاری	۱۴	۱۴
استحقاق	۸۰	۸۰
	۱۳۴	۱۷۴

گویا اس جائزہ کے مطابق پاکستان میں کام کرنے کی مقدار ۱/۳ رخصت کی نذر ہو جاتی ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسانی ذرائع کا ضیاع جو ترقی پذیر ملکوں میں رائج ہے ہم جیسے ترقی پذیر ملکوں میں بھی رائج ہے۔ تعلیمی اداروں میں تعطیلات کے متعلق سیکنڈلز بھی کم نہیں ہیں۔ بچپن میں اپنے خیال کے مطابق کم از کم حاضری ۱۸۰ دن یقینی تصور کی جاتی تھی لیکن کئی سالوں سے یہ تعداد صرف ۱۰۰ دن رہ گئی ہے۔ اس حاضری کو بھی اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ایک ایسا ملک جس میں شرح خواندگی ۱۰ تا ۱۵ فی صد

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرمہ صفیہ مسعود صاحبہ

جیکب آباد سندھ سے لکھتی ہیں:

امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ آپ بخیریت ہوں گے۔ پہلی مرتبہ آپ کی محفل میں شریک ہو رہی ہوں آپ تو مجھے نہیں جانتے ہوں گے لیکن 'الفضل' اور پھر آپ کی خوبصورت شاعری کے حوالے سے آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ہر وہ احمدی جو 'الفضل' کا قاری ہے آپ سے روزانہ ملاقات کرتا ہے۔

الفضل پڑھنے کا جو مزہ ربوہ میں ہے اور کہیں نہیں آتا۔ اس لئے کہ ربوہ تو ناشتہ سے فارغ ہوتے ہی اخبار بالکل تر و تازہ ہاتھ میں ہوتا ہے جبکہ یہاں ۳-۴ اخبار اکٹھے ملتے ہیں اور کبھی تاریخ کے حساب سے نہیں ملتے۔

جب سے 'الفضل' دوبارہ شروع ہوا تب سے باقاعدگی سے اسے پڑھتی ہوں اور دوسرے اخبارات جو کبھی کبھار پڑھ لیتی تھی وہ بھی اس کے بعد پڑھنا چھوڑ دیئے۔ اس لئے کہ الفضل کا آخری صفحہ اس کی کمی بھی پوری کر دیتا ہے۔

بہت دفعہ آپ کو خط لکھنے کو دل چاہا لیکن اپنی کم علمی کی جھجک آڑے آتی رہی اب بھی بہت عجیب سا لگ رہا ہے کہ پتہ نہیں کتنی غلطیاں ہوں گی۔

قادیان کے تاریخی جلسہ سالانہ جس میں حضور پر نور نے بھی شرکت فرمائی مجھے بھی اپنی فیملی سمیت شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور جلسہ سالانہ کے دوران ڈیوٹی بھی دی۔ دل میں نظم پڑھنے کی خواہش تھی اور جس کے پورے ہونے کا امکان بہت کم تھا۔ کیونکہ حضور ایدہ اللہ کی شمولیت کے باعث تمام پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے ہوتا تھا۔ لیکن خواہش بہت معصوم اور پرخلوص تھی۔ جب ہی تو جلسہ کے دوسرے دن میری ڈیوٹی حلقہ خاص میں ڈسپلن کی تھی کہ کسی نے کہا کوئی نظم پڑھنے والا ہو تو فوراً اسٹیج پر آ جائے۔ مائیک چیک کرنا تھا۔ مجھے لگا جیسے یہ اللہ تعالیٰ نے میری اندر کی خواہش پوری کر دی جو نظم میں پڑھنا چاہتی تھی۔ درویشانِ قادیان کے لئے تھی۔

'بہت بڑا ہے تمہارا مقام درویشو'

یہ الفضل ہی سے کاٹ کر میں نے جیب میں رکھی ہوئی تھی قادیان جانے اور وہاں یہ خواہش کس طرح سے پوری ہوتی اپنی زندگی کی اس کبھی نہ بھولنے والی خوشی کا میں بیان نہیں کر سکتی۔ درویشانِ قادیان کے لئے اپنی عقیدت کا اظہار اس سے بڑھ کر ممکن نہیں تھا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے میسر آیا۔ میں چونکہ پہلی مرتبہ قادیان گئی تھی۔ قادیان کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقات کا تصور ایسا تھا کہ دل چاہتا تھا پر لگ جائیں اور اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں وہاں ۱۵ دن پورے قیام کیا۔ اور واپس آ کر جب بھی ارادہ کیا کہ اپنے دلی تاثرات الفضل کے لئے لکھوں۔ کسی نہ کسی اور صاحب نے پہل کر کے دل آزردہ کر دیا۔ ہمت نہ پڑی لکھنے کی۔ دل کی اداسی دور کرنے کے لئے پہلی مرتبہ حضور اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا تو سارا دل کا حال بیان کر دیا۔ اس سے پہلے صرف مختصر سی جو عرض ہوتی بیان کرتی تھی۔ صرف اس خیال کے پیش نظر کہ حضور اتنے مصروف ہوتے ہیں اور میں تو بالکل ایک عام سا بندہ ہوں۔ بالکل مختصر لکھتی تھی کہ حضور ایدہ اللہ کا وقت نہ ضائع ہو۔

خط میں خصوصیت سے یہ ذکر کیا کہ میرے دونوں بیٹے بلال احمد بعمر ۹ سال اور عمران ۶ سال پہلی مرتبہ حضور سے ملنے والے تھے اور بہت خوش تھے کہ ہم تصویر والے حضور کو سچ مچ دیکھیں گے۔ بلال چھو کر دیکھنا چاہتا تھا۔ مطلب ہاتھ ملا کر قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔ یہاں سے جاتے ہوئے صرف اپنا ہی احساس تھا۔ وہاں کے لوگوں کو جب دیکھا کہ وہ تو پہلی مرتبہ کسی امام وقت کو دیکھنے والے ہیں اور اس قدر اشتیاق تھا کہ اپنی خواہش بڑی چھوٹی لگی۔ ان کے مقابلے میں پھر مصروفیت اس قدر زیادہ تھی۔ محدود وقت میں بہت زیادہ ملاقاتیں تھیں۔ لہٰذا بہت تھوڑا سا وقت ملاقات کا ملا۔ بلال کی مصافحہ کرنے کی خواہش پوری نہ ہوئی تو بہت سخت ناراض ہوا۔ اتنا کہ رات تک یہی کہتا رہا کہ ہمیں کیا فائدہ ہوا۔ واپس پاکستان چلیں۔ لیکن رات کو سوتے میں خواب میں حضور ایدہ اللہ سے اس نے ملاقات کی اور صبح اٹھتے ساتھ بہت بشاشت سے سب کو بتاتا رہا کہ میں نے حضور سے خوب زور زور سے ہاتھ ملایا اور اپنا نام بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش خواب کے ذریعے پوری کر دی۔

میں نے جب یہ سارا واقعہ حضور کی خدمت عالیہ میں لکھا تو حضور ایدہ اللہ کے جواب نے مجھے اس قدر حیران کیا کہ بیان نہیں کر سکتی پیارے حضور نے بہت ہی شفقت سے لکھا اپنے بچوں کو گلے لگا کر محبت بھرا اسلام پیار اور دعائیں دیں۔ اگر مجھے پتہ لگ جاتا تو میں انہیں ضرور آ کے مل لیتا۔

یہ الفاظ مجھے حفظ ہو چکے ہیں لیکن جب پڑھتی ہوں لگتا ہے پہلی مرتبہ پڑھ رہی ہوں میرا حوصلہ بہت بڑھا۔ میں بہت زیادہ خطوط حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں نہیں لکھتی۔ جب بھی دل بے چین ہو کسی بھی وجہ سے تو تب لکھتی ہوں اور پھر جو بھی دل میں ہو سب لکھ دیتی ہوں۔

مورخہ ۲۸ مئی جرمنی سے براہ راست دکھائے جانے والے خطبہ جمعہ میں میرے لئے کیا تھا میرے لئے تو یہ تاریخی حیثیت کا خطبہ ہے۔ میری جان سے پیارے آقا مجھ ناچیز کے خط کا اقتباس سنا رہے تھے۔ اور میں اپنے دل پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی جو لگتا تھا ابھی رک جائے گا۔ یہ ڈش انٹینا کا ایک اور کمال بلکہ میرے لئے معجزہ ہو گیا تھا کہ کہاں تو خط لکھ کر ہم بھول جاتے تھے کہ جواب آنے میں دو چار ماہ لگ جاتے تھے اور کہاں براہ راست میں نے اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے۔ اپنا جواب اتنے پیارے انداز میں سنا۔ بلکہ میرے ساتھ مجھے جاننے والے جہاں جہاں تھے سب نے سنا۔ میں اپنے اندر سے اٹھنے والی کیفیت کا اظہار نہیں کر سکتی بلکہ کوئی میری خوشی کا شاید اندازہ نہ لگا سکے

بہت محترم سیفی صاحب۔ میں اس اتنی بڑی خوشی کو سب بہن بھائیوں کے ساتھ شیئر کرنا چاہتی تھی سو آپ کا سہارا لے کر الفضل کے ذریعے اس کا اظہار کرنا چاہا ہے۔ آپ اگر مہربانی کریں تو اس میں سے جو مناسب سمجھیں تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے حسنِ بیان سے سنوار کر اگر ممکن ہو تو کسی اشاعت میں شامل کر دیں۔ بے حد ممنون ہوں گی۔

بقیہ: صفحہ ۵

ہو اور پڑھا لکھا طبقہ صرف ۲ فی صد ہو گیا اس کے لئے مزید چھٹیوں کا سوچنا اور تصور کرنا بہتر ہو گا۔ ہرگز نہیں۔ مناسب یہی ہے کہ وہ اس گنتی کو بھی بھول جائے۔ کیونکہ جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل کریں اور جو ہل چلانا چاہتے ہیں ہل چلائیں یا اوروں کے لئے گداگری کریں۔ پاکستان میں بے شمار ایسے چوہدری سردار جاگیر دار اور اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد کے علاوہ عموماً تمام لوگ تعطیلات کے دلدادہ ہیں سوائے شاذ کے جو لوگ بہت امیر ہیں وہ رخصتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن دوسرے لوگ جن کی تعداد بہت کم ہے سفید پوش سیاست اور کرپشن میں ملوث دکھائی دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایسا صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ کام اور محنت نہیں کرنا چاہتے۔ پاکستانی لوگ مذہبی تہوار بڑے جوش و جذبہ اور ذوق کے ساتھ مناتے ہیں ان مواقع پر وہ نمائشیں اور تقریبات منعقد کرتے ہیں جن پر وہ بہت روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے بھائی اور رشتہ دار بیرونی ممالک میں فارن کرنسی ڈالر۔ پونڈ اور مارک خوب کماتے ہیں اور ارسال کرتے عیدین کے موقع پر ان کی بیگمات ۵، سے ۲۵ ہزار روپیہ خرچ کرتی ہیں۔ اور صاحب صرف چند ہزار پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس خرچ کے علاوہ لوگوں کو تحفے تحائف دینے پر کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ عید کارڈز کا خرچ اس کے علاوہ ہوتا ہے۔ عید قربان کے موقع پر یہ لوگ ۵، سے دس ہزار روپے کا جانور خریدتے ہیں۔ ایسا وہ صرف دکھاوے کے طور پر کرتے ہیں۔

کیونکہ یوم قائداعظم۔ اقبال اور دفاع کے مواقع پر ان کو ایسا کرتے نہیں دیکھا جاتا۔ انتخابات کے دن کی رخصت بھی مناتے ہیں صرف اس دن وہ سیاست پر بھی تبادلہ خیالات کرتے ہیں مگر ساتھ ساتھ وہ ان ڈور گیمز کھیلنے میں بھی مصروف ہوتے ہیں۔

چھٹیاں منانے والوں کی ایک اور قسم حکومت کے ملازمین کی ہے۔ یہ لوگ اپنے کام کے سلسلہ میں دفاتر میں اگرچہ کافی سہولتیں پاتے ہیں کیونکہ کام کے دوران بھی ایک مستقل اور متواتر رخصت کا ماحول ہوتا ہے۔ دفاتر ۸ یا ۸½ بجے شروع ہوتے ہیں سٹاف دس بجے کام شروع کرتا ہے۔ قبل ازیں اس کے لئے اخبار کا مطالعہ موجودہ حالات و واقعات پر تبصرہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تھوڑی سی فائلیں دیکھتے ہیں تو دوپہر کے کھانے اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے ان کی مثال ایک پرانی اور زنگ آلودہ مشین کی سی ہے جو گریس اور آئل کے بغیر کام کرنے سے انکاری ہو۔ دفاتر بہر صورت ۲½ بجے دوپہر تک کھلے رہتے ہیں ویسے تفریح کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت کم لوگ آفس کو لوٹتے ہیں۔ کام سے لاپرواہی اور غفلت نے گویا احساسِ ذمہ داری کی کمی نے ایسی صورت حال پیدا کر دی ہے۔ پاکستان کے کسی بھی ادارہ میں خواہ وہ پبلک ہو یا پرائیویٹ ۔ کارپوریشن ہو یا مزدور تنظیم ۔ سرکاری ہو یا غیر سرکاری۔ سٹیل مل ہو یا عام لوہار کی دوکان۔ کام کی یہ صورت حال ہمارے لئے ایک قومی سانحہ بن گیا ہے۔ رخصت کی کوئی وجہ ہو یا نہ ادارہ کو بند کرنا ہمارا شغل بن گیا ہے۔

بقیہ: صفحہ ۴

ہے۔ بابری مسجد کا انہدام اور اس کے بعد مسلمانوں کا قتلِ عام جو ملک کے متعدد علاقوں میں کیا گیا۔ حقیقت میں ہندوستانی زندگی کا ایک مستقل فیچر ہیں اور یہ بات ایسی ہے جسے ڈھانکا نہیں جاسکتا۔ چاہے توجہ کو کسی طرح بھی پاکستان کی طرف موڑ دیا جائے۔ اور غلط اعمال کو اس کے سر پر تھوپ دیا جائے۔

آخری بات ہندوستانی حکومت نے ایک رپورٹ جاری کی ہے جس کا تعلق ان دو پاکستانیوں سے ہے جن کو ہندوستانی فوجوں نے ہندوستانی پنجاب میں ہلاک کر دیا تھا۔ یہ گذشتہ سال اکتوبر کی بات ہے۔ ان دو پاکستانیوں کے ساتھ ایک سکھ "دہشت گرد" بھی تھا۔ کہا یہ گیا کہ یہ ہندوستانی فوجوں سے مزاحمت کرتے ہوئے مارے گئے ہیں۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ ان میں سے ایک کے متعلق یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ وہ ہندوستانی شہری تھا جو پاکستانی پاسپورٹ پر سفر کر رہا تھا۔ اس کے لئے یہ بات کیوں آسان نہیں تھی۔ کہ بطور ہندوستانی شہری کے وہ ہندوستانی پاسپورٹ پر سفر کرتا۔ اور اگر اس کی شہریت متنازعہ فیہ تھی تو اس کی لاش پاکستان کیوں نہ بھیجی گئی تاکہ یہاں دفن کر دی جاتی۔ ہندوستان کا اس بات سے انکار کرنا کہ وہ ان کی لاشوں کو پاکستان بھیجے۔ کم از کم اس شخص کی لاش جو یقینی طور پر پاکستانی تھا نہایت رازدارانہ سی بات لگتی ہے۔ ان لوگوں کی لاشیں اگر پاکستان بھیج دی جاتیں تو یہ ہندوستان کی حفاظت کے لئے کوئی خطرہ تو نہیں بن سکتے تھے جس کے لئے ہندوستان کو مسلسل نگرانی کرنی پڑتی۔

اطلاعات و اعلانات

نکاح و تقریب شادی

○ مکرم فرید احمد راشد صاحب کارکن وقفِ جدید ابن مکرم ڈاکٹر رشید احمد سلیم صاحب معلم وقفِ جدید کا نکاح ہمراہ مکرمہ نصرت مہرین صاحبہ بنت مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب مورخہ ۶؍اپریل ۹۳ء کو مکرم صوفی محمد شریف صاحب معلم وقفِ جدید نے -/۱۵۰۰۰ ہزار روپے حق مہر پر پڑھایا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اگلے روز دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اور محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ مکرم بشیر احمد صاحب آف بریڈفورڈ لندن کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۳۰؍مئی ۹۳ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود چوہدری ناصر احمد صاحب آف مصطفےٰ آباد فیصل آباد کا پوتا ہے۔

○ مکرم منور احمد صاحب باجوہ آف چونڈہ حال مقیم فرینکفرٹ جرمنی کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۱؍مارچ ۹۳ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچے کا نام ازراہ شفقت مطہر احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری شہباز خان صاحب باجوہ آف چونڈہ کا پوتا اور مکرم کیپٹن ڈاکٹر مبارک احمد صاحب نائب امیر ضلع بہاولپور کا نواسہ ہے۔

○ مکرم فہیم اکبر صاحب ابن مکرم بشیر احمد چوہدری آف جرمنی کو خدا تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا کیا ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت "لبید احمد" عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم میاں محمد یوسف صاحب سابق سیکرٹری مال دارالرحمت غربی ربوہ کا پڑپوتا ہے

احباب ان سب کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

○ مکرم سرور احمد صاحب محلہ دارالفتوح ربوہ کا بیٹا توصیف احمد پندرہ دنوں سے بخار اور پیچش میں مبتلا ہے۔ حالت انتہائی تشویشناک ہے۔

○ مکرم سعید احمد طاہر ابن مکرم نذیر احمد اٹھوال صاحب سکھر کلاتھ ہاؤس والے کی ایک حادثہ میں دائیں ٹانگ کی ہڈی دو جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ ان کا اپریشن فضلِ عمر ہسپتال میں ہوا ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر منیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کرونڈی ضلع خیرپور کو چھوٹی عید کے دن موٹر سائیکل کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے چوٹیں آئی تھیں ایک ٹانگ کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی۔ موصوف کو پہلے نوابشاہ اور پھر کراچی ہسپتال داخل کیا گیا۔ عرصہ دو ماہ کے بعد ۲۵؍مئی ۹۳ء کو واپس کرونڈی لے جایا گیا ہے۔ مگر ابھی مکمل آرام نہیں آیا۔ چل بھی نہیں سکتے۔ اس لئے شاید دوبارہ کراچی آنا پڑے۔

○ مکرم سید عبدالنصیر شاہ صاحب محلہ دارالصدر شمالی ربوہ کا بیٹا سید عطاء المجیب عمر ۸ سال عرصہ ۴ سال سے دماغی عارضہ کی وجہ سے بیمار ہے۔

○ مکرم عبدالحمید مبشر صاحب کے ماموں اور والد صاحب بیمار ہیں اسی طرح ان کی خوشدامن صاحبہ کا اپریشن کراچی میں ہوا ہے

احباب ان سب کی کامل شفایابی کیلئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم میاں عبدالرحیم صاحب صراف ابن مکرم محمد یوسف صاحب سابق پنڈی چری حال دارالنصر غربی ربوہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر مورخہ ۸؍جون ۹۳ء کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ آپ موصی تھے مورخہ ۹؍جون بعد فجر مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب بھامبڑی نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مولانا موصوف نے ہی دعا کرائی۔ آپ مکرم میاں نسیم احمد طاہر صاحب گولڈسمتھ کے والد تھے۔

○ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۱۲/۴ ایل اقبال نگر ضلع ساہیوال ۱۱؍جون ۹۳ء کو وفات پاگئے۔ گذشتہ دنوں وہ ایک ٹریفک حادثہ کی وجہ سے سخت زخمی تھے۔ اور وفات کے وقت میو ہسپتال میں تھے۔ ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ جہاں بعد مغرب بیت المبارک میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ بوجہ موصی ہونے کے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم صوبیدار (ریٹائرڈ) صلاح الدین صاحب نے دعا کرائی۔

○ مکرم ملک نذیر احمد اعوان صاحب مورخہ ۲۲؍نومبر ۹۲ء کو وفات پاگئے۔ آپ نے چک نمبر ۲۸ تحصیل پھالیہ منڈی بہاؤالدین میں زعیم انصاراللہ اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمتِ دین کی توفیق پائی۔ آپ کے بھائی مکرم بدر عالم اعوان صاحب (صوبیدار ریٹائرڈ) نے جنازہ پڑھایا اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

گمشدہ کاغذات

○ مکرم ڈاکٹر محمد مطیع اللہ چیمہ صاحب کے چند سرکاری کاغذات اور ایک عدد مہر جو کہ ایک کالے رنگ کے شاپر میں تھے۔ مورخہ ۸؍جون ۹۳ء کو لاری اڈہ ربوہ سے نعیم میڈیکل سٹور گولبازار ربوہ کی طرف آتے ہوئے کہیں گر گئے ہیں۔ جن صاحب کو یہ ملے ہوں۔ وہ براہ مہربانی چیمہ کلینک گولبازار ربوہ کو پہنچا دیں۔

ضرورت خادم

○ ناصر ہال (بیت الحمد) گجرات شہر کیلئے ایک مخلص خادم کی ضرورت ہے۔ جو فیملی والا ہو۔ مبلغ -/۱۰۰۰ روپے ماہوار مشاہرہ دیا جائے گا۔ درج ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شفیع
نیو مرغزار کالونی۔ مدینہ روڈ گجرات شہر

بقیہ: صفحہ ۱

بیگم صاحبہ بنت مکرم مرزا محمد شفیع صاحب آف چونڈہ بعمر قریباً ۸۰ سال مورخہ ۱۰؍جون ۱۹۹۳ء بروز جمعرات شام ۷ بجے وفات پاگئیں۔ اگلے روز جمعہ کی نماز کے بعد بیت الاقصیٰ میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ جس کے بعد قبرستان ۲ میں تدفین عمل میں آئی۔ محترم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی نے قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔

احباب کرام سے موصوفہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۱۵ ؍جون۔ کل شام آندھی کے بعد ٹھنڈی ہوا چلی۔ آج صبح بارش ہوگئی جس سے موسم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے حد خوشگوار ہو گیا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔

○ وفاقی وزیر خزانہ مسٹر سرتاج عزیز نے وفاقی بجٹ کا اعلان کر دیا ہے۔ ۳ کھرب ۳۲ ارب ۵۲ کروڑ روپے کے بجٹ میں ۹۵ ارب کا خسارہ ہے جس کو غیر ملکی امداد اور بعض ٹیکسوں میں ردّ و بدل کر کے پورا کیا جائے گا۔

○ وفاقی بجٹ میں کوئی بڑا ٹیکس نہیں عائد کیا گیا۔ تاہم پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمت دس فیصد بڑھا کر اسے ڈالر کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ تیل کی قیمت ہر تین ماہ کے بعد بڑھ جائے۔ سیلز ٹیکس ساڑھے بارہ فیصد سے بڑھا کر پندرہ فیصد کر دیا گیا ہے۔ سیمنٹ پر ۵۱۰ روپے ٹن ڈیوٹی عائد کی گئی ہے۔ بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کے لئے زر مبادلہ کے حصول پر ۵ فیصد ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ تاہم اس کا اطلاق حج، عمرہ اور سرکاری دوروں پر جانے والوں کے لئے نہیں ہوگا۔ شادی ہال اور لان پر ہونے والی تقریبات پر دس فیصد ڈیوٹی عائد کی گئی ہے۔

○ وفاقی بجٹ میں جن ٹیکسوں میں کمی کی گئی ہے ان میں سب سے نمایاں ٹیلی فون پر ایکسائز ڈیوٹی میں کمی ہے جو ۶۰ فیصد سے کم کر کے ۳۵ فیصد کی گئی ہے۔ لوکل کال اب دو روپے کی بجائے ایک روپیہ ستر پیسہ ہو گی۔ گاڑیاں سستی کرنے کے لئے ہر قسم کی گاڑیوں پر درآمدی محصول کو ۵۰ فیصد سے ڈھائی سو فی صد تک کم کر دیا گیا ہے۔ گھریلو استعمال کی بعض اشیاء بھی سستی ہوں گی۔ متعدد اشیاء پر ڈیوٹی میں چھوٹ کا اعلان کیا گیا ہے۔ بنائی کے دھاگے پر ڈیوٹی ۱۵ روپے سے کم کر کے ۱۲ روپے فی کلو کم کر دی گئی۔ کپاس کے کیڑے مارنے والی ادویات کو سیلز ٹیکس کی چھوٹ دی گئی ہے

○ بجٹ میں دوست ممالک بنگلہ دیش مالدیپ وغیرہ کو قرض دینے کے لئے بھی ایک ارب ۶ ، ۷ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

○ بجٹ میں آئندہ سال قومی پیداوار کی ۶۵ ، ۷ فیصد ترقی کا ہدف رکھا گیا ہے۔ زرعی پیداوار میں ۴ ، ۹ فیصد اور صنعتی پیداوار میں ۱ ، ۸ فیصد اضافہ متوقع ہے۔ اس کے علاوہ برآمدات میں ۱۵ فیصد اضافے کی امید ہے۔ پیلی ٹیکسی سکیم کی طرز پر پیلے ٹریکٹر کی سکیم جاری کی جائے گی

○ وزیر خزانہ نے اعلان کیا ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسوں پر نظر ثانی کے لئے کمیٹی قائم کی جائے گی۔

○ بجٹ کا ۶ ، ۴ ، ۳۴ فیصد دفاع پر خرچ ہوگا۔ سال گذشتہ کی نسبت دفاعی اخراجات میں ۹ ، ۱ فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ دفاع پر مجموعی طور پر ۸۹ ارب ۱۰ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

○ بجٹ میں ایک کھرب ۲۱ ارب ۳۹ کروڑ روپے قرضوں کی واپسی پر اور ان کا سود ادا کرنے پر خرچ ہوں گے۔ سود کی ادائیگی پر مجموعی طور پر قریباً ۹۵ ارب روپے خرچ ہوں گے۔

○ بجٹ میں کھیلوں اور تفریح کے لئے مخصوص رقم میں ۳۶ ، ۱ فیصد کمی کی گئی ہے۔ کاغذ اور گتے پر ڈیوٹی کی شرح ۳۰ فیصد سے بڑھا کر ۶۰ فیصد کر دی گئی۔ صابن، بجلی کے پنکھوں اور ڈیزرٹ کولرز وغیرہ دس اشیاء پر سیلز ٹیکس کی چھوٹ ختم کر دی گئی ہے۔

○ کئی ہفتوں کی شدید گرمی کے بعد گذشتہ روز پنجاب کے مختلف شہروں میں باران رحمت کا نزول ہوا۔ لاہور، سرگودھا، گوجرانوالہ، مری، کشمیر، بالاکوٹ، مینگورہ وغیرہ علاقوں میں آندھی آئی اور بارش ہوئی ٹھنڈی ہوائیں چلنے سے گرمی کے مارے ہوئے لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حکومت کاروباری لوگوں کی ہے۔ بجٹ کاروباری لوگوں کے مفاد میں بنایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مہنگائی میں اضافہ ہوگا۔ وزیر خزانہ نے بجٹ میں جو اعداد و شمار بتائے ہیں وہ درست نہیں۔ اس بجٹ سے اقتصادی استحکام حاصل ہونے کی امید نہیں۔ بجٹ سے نچلے اور درمیانے طبقے کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ انہوں نے کہا کہ جو خسارہ ہم نے بتایا تھا وہی سامنے آ رہا ہے۔ خسارہ دور کرنے کا کوئی ٹھوس پروگرام نہیں بتایا گیا۔

○ وفاقی وزیر خزانہ نے بتایا ہے کہ گذشتہ برس عائد کیا جانے والا فلڈ ریلیف ٹیکس مزید ایک سال جاری رہے گا۔

○ پنجاب میں پرویز الٰہی گروپ کے مزید دس اراکین کو وزیر بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ صوبائی دارالحکومت لاہور میں ڈکیتی کی چار وارداتوں میں لاکھوں روپے کے زیورات اور قیمتی سامان لوٹ لیا گیا۔ علامہ اقبال ٹاؤن میں قالینوں کے تاجر کے بیٹے کو تاوان کے لئے اغوا کر لیا گیا۔

○ چاروں صوبوں نے مشترکہ مفادات کونسل کا اجلاس بلانے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ وزرائے اعلیٰ نے صدر کے سامنے شکایت کی ہے کہ چھ مہینوں کے دوران سی سی آئی کے تیاری کے دو اجلاس ہوئے لیکن اصل صوبائی مسائل التوا میں ڈال دیئے گئے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف مصالحت چاہتے ہیں تو صوبوں سے مخاصمت فوراً بند کر دیں۔ انہوں نے پہلے بطور وزیر اعلیٰ وزیر اعظم سے تعلقات استوار نہ کئے۔ اور اب بطور وزیر اعظم وزیر اعلیٰ کے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں۔

○ پی۔ ڈی۔ اے کے ترجمان نے کہا ہے کہ سیکرٹری پنجاب اسمبلی کا غائب ہو کر اچانک رونما ہونا بھونڈا مزاحیہ ڈرامہ ہے بیان میں متعدد تضادات ہیں۔ ان کی بیگم کہتی ہیں اسلام آباد میں ہمارا کوئی رشتہ دار نہیں۔ ترجمان نے کہا کہ چمک سے سیکرٹری موصوف کی آنکھوں کو خیرہ کر کے ان کو مجبور کیا گیا کہ وہ کسی کے آلۂ کار بن جائیں۔

○ پنجاب حکومت نے لاہور ہائیکورٹ میں درخواست دی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سیکرٹری کو رٹ میں فریق بنایا جائے۔

پتہ

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز، پوٹنسیاں اور بائیوکیمک کی تمام ادویات خالی شیشیوں کے علاوہ اور ہر قسم کی ٹکیاں اور گولیاں بھی دستیاب ہیں۔
شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں۔
کیور۔ ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون آفس 771 کلینک 606

ربوہ میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں
5 . 6 . 7
حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
پُر امید واحد علاجگاہ
ملتان میں ہر ماہ کی 25 تا 28 تاریخ کو

دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف
بفضلہ تعالیٰ
دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک ربوہ فون: 558
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
پوسٹ بکس 222 چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
☎ 218527

منڈی بہاؤ الدین میں ہر ماہ کی 8 تاریخ کو

کراچی میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں
12 تا 18
حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں۔